از عدالت عظمیٰ

21 اپریل
1959

رنجیت سنگھ

بنام

ریاست پنجاب

(جعفر امام اور جے ۔ ایل کپور، جسٹس صاحبان)

فوجداری سماعت۔ جھوٹی قسم۔ حلف نامے میں جھوٹا بیان ۔بہترین علم اور عقیدے میں حلف نامہ کی تصدیق- حلف نامہ دائر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں-جرم، اگر کیا گیا- مجموعہ تعزرات بھارت،1860 (XLVبابت1860) ذیلی دفعہ 191اور 193.۔

عدالت عالیہ میں حاضری ملزم کی درخواست دائر کی گئی جس میں الزام لگایا گیا کہ ایک ایس کو غیر قانونی طور پر گرفتار کیا گیا اور اس کے خلاف کوئی الزام لگائے بغیر اور مجسٹریٹ سے ریمانڈ حاصل کیے بغیر غیر قانونی حراست میں رکھا گیا۔واپسی کے ذریعے اپیل کنندہ، جو پولیس کا ایک سب انسپکٹر ہے، نے درخواست میں لگائے گئے الزامات کی تردید کرتے ہوئے ایک جھوٹا حلف نامہ دائر کیا۔اس پر مقدمہ چلایا گیا اور مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 193 کے تحت سزا سنائی گئی۔اپیل کنندہ نے اس بنیاد پر اپنی سزا کو چیلنج کیا کہ (i):چونکہ وہ قانون کے تحت حلف نامہ داخل کرنے کا پابند نہیں تھا، اس لیے مقدمہ دفعہ 191 کے تحت نہیں آتا تھا۔ مجموعہ تعزیرات بھارت کے تحت اور اسے دفعہ 193 کے تحت سزا نہیں دی جا سکی۔ اور (2) حلف نامے میں اپیل گزار کے بہترین علم اور عقیدے کے مطابق تصدیق ہونے کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کون سا حصہ اس کے علم کے اور کون سا اس کے عقیدے کے مطابق درست تھا۔

یہ کہا گیا کہ اپیل کنندہ کو صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا تھا۔ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 191 کے اطلاق کے لیے یہ ضروری نہیں تھا کہ ملزم کو قانون کے تحت حلف نامہ دینے کا پابند ہونا چاہیے۔اگر اس نے ایک بنانے کا انتخاب کیا اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

خود کو سچ بتانے کی قسم پر پابند رہا تو وہ مجموعہ کیدفعہ 193 کے تحت ذمہ دار تھا۔ اگر اس نے کوئی غلط بیان دیا اور یہ کہنا کوئی دفاع نہیں تھا کہ وہ گواہ خانے میں داخل ہونے یا حلف نامہ دینے کا پابند نہیں تھا۔ موجودہ معاملے میں اپیل کنندہ کے لیے حلف نامہ داخل کرنا ضروری تھا کیونکہ وہ حراست کو درست ثابت کرنے والے حقائق اور حالات پیش کرنے کا پابند تھا جو صرف حلف نامے کے ذریعے کیا جا سکتا تھا۔ عام طور پر، جہاں نظربندی حراست میں لینے والی اتھارٹی کے حکم کے تحت ہے جو اپنے مکمل اختیارات کا استعمال کر کے یا کسی عدالت کا حلف نامہ واپسی کے لیے ضروری نہیں ہو سکتا لیکن جہاں حراستی اتھارٹی کے لیے حقائق ظاہر کر کے اپنی کارروائی کا جواز پیش کرنا ضروری ہو جاتا ہے تو اسے حلف نامہ داخل کرنا پڑتا ہے۔

یہ مزید کہا گیا کہ، اس وضاحت 2 سے مجموعہ کی دفعہ 191.ایک غلط بیان لاتا ہے جس کی تصدیق ملزم کے عقیدے سے بھی ہوتی ہے۔ دفعہ 191اور اس طرح اسے مجموعہ کی دفعہ 193 کے تحت قابل سزا بناتا ہے۔

شہنشاہ بمقابلہ لچھی نارائن، آئی۔ ایل۔ آر۔ 1947 تمام۔155 ، غیر منظور شدہ

فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار :فوجداری اپیل نمبر19 بابت1957 .

1956کے فوجداری ترمیم نمبر 45 میں سابق پیپسوعدالت عالیہ کے 7 مارچ 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، جو 22 فروری 1956 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوئی، ایڈیشنل سیشن جج، پٹیالہ کی فوجداری اپیل نمبر 36/175 بابت1955۔56

اپیل کنندہ کی طرف سے:پریتم سنگھ سیفیر

مدعا علیہ کی طرف سے: این ایس بندرا اور ٹی ایم سین،

21.اپریل1959۔عدالت کا فاصلہ جسٹس کپور کے ذریعے سُنایا گیا

جسٹس کپور، یہ پیپسو کی عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کے خلاف خصوصی اجازت پر اپیل ہے جسے نظر ثانی میں صادر کیا گیا

اسٹیشن تھا۔اسے مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 193 کے تحت ، ایک فرسٹ کلاس مجسٹریٹ کے ذریعے سزا سنائی گئی۔ اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

لیکن اسے بھی مسترد کر دیا گیا۔

یہ اپیل درج ذیل حالات میں سامنے آئی ہے:ایک سرجیت سنگھ، ولد رسالدار واریم سنگھ، کو 25 ستمبر 1953 کو پیپسو ریاست کے برنالہ میں پولیس انسپکٹر جسونت سنگھ نے گرفتار کیا تھا۔اسے برنالہ میں جیل میں رکھا گیا اور اگلے دن اس کی تحویل اپیل گزار کے حوالے کر دی گئی اور اسے شہنہ کے پاس لے جایا گیا اور اسے حراست میں رکھا گیا-یہ واضح نہیں ہے کہ کس سیکشن کے تحت شہنہ میں پولیس اسٹیشن جیل میں رکھا گیا تھا۔سرجیت سنگھ کو 26 ستمبر 1953 سے 10 اکتوبر 1953 تک وہاں حراست میں رکھا گیا تھا، جب تقریبا 10 بجے انہیں خفیہ طور پر پولیس اسٹیشن دیال پور اور پھر پولیس پوسٹ ہمیر گڑھ لے جایا گیا اور وہاں سے انہیں اس وقت کے پنجاب کے ضلع فیروز پور کے باگا پران پولیس اسٹیشن لے جایا گیا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491اور آیئن کے آرٹیکل226 کے تحت ایک درخواست پیپسو عدالت عالیہ میں رٹ حاضری ملزم اور رٹ تاکیدی کیلیئے دی گئی تھی اُس درخاست میں یہ الزام لگایا گیا تھا کہ سرجیت سنگھ کو غیر قانونی طور حراست میں رکھا گیا تھا بغیر کوئی الزام لگائے اور بگیر مجسٹریٹ سے ریمانڈ حاصل کئے۔اس کے جواب میں، اپیل کنندہ کی طرف سے 13 اکتوبر 1953 کو ایک حلف نامہ دائر کیا گیا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ سرجیت سنگھ کا بدنام ڈاکوؤں سے تعلق تھا ؛ کہ اس نے، اپیل کنندہ کو، کبھی کسی بھی وقت بھی حراست میں نہیں لیا تھا کہ مذکورہ سرجیت سنگھ مفرور تھا اور پولیس کی بہترین کوششوں کے باوجود اسے گرفتار نہیں کیا گیا تھا ؛ کہ حلف نامہ بنانے کے وقت وہ اپیل کنندہ کی تحویل میں نہیں تھا اور یہ کہ یہ غلط تھا کہ انسپکٹر جسونت سنگھ نے کبھی سرجیت سنگھ کو اپنی(اپیل کنندہ کی) تحویل میں سونپا تھا۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے پاس کوئی درخواست نہیں لائی گئی تھی اور نہ ہی انہیں سرجیت سنگھ کی تحویل کے سلسلے میں کوئی ٹیلیگرام موصول ہوا تھا۔اس حلف نامے کی تصدیق اس طرح کی گئی.

”میں سنجیدگی سے تصدیق کرتا ہوں کہ پیراگراف نمبر 1 سے 7 تک بیان کردہ حقائق میرے بہترین علم اور عقیدے کے مطابق درست ہیں اور اس معاملے سے متعلق کچھ بھی اس معزز عدالت سے چھپایا گیا ہے۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

چونکہ دونوں فریقوں نے عدالت عالیہ کے سامنے اعتراف کیا کہ سرجیت سنگھ اپیل گزار کی تحویل میں نہیں تھا، اس لیے عرضی خارج کر دی گئی۔ 9نومبر 1953 کو سرجیت سنگھ کے بھائی نے مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 476 کے تحت درخواست دی۔انسپکٹر جسونت سنگھ اور اپیل کنندہ کے خلاف, مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 193 کے تحت جھوٹی گواہی کے لیے مقدمہ چلانے کے لیےاپیل کی، جس میں انہوں نے جھوٹے حلف نامے دائر کیے تھے۔اس معاملے کی سماعت اس عدالت کےایک اور قابل جج نے کی جس نے اپیل گزار پر مقدمہ چلانے کا حکم دیا اور عدالت عالیہ کے رجسٹرار کو شکایت درج کرنے کی ہدایت کی جو دائر کی گئی تھی۔

پٹیالہ کے فرسٹ کلاس مجسٹریٹ نے شکایت کا نوٹس لیا جس نے اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا اور اسے نو ماہ قید اور -/300 روپے جرمانے کی سزا سنائی۔ اور ڈیفالٹ میں دو ماہ کے لیے سادہ قید کی سزا سُنائی۔اپیل کنندہ نے پٹیالہ کے سیشن جج سے اپیل کی، جس نے سزا کے حکم کی تصدیق کی لیکن سزا کو کم کر کے تین ماہ کی سادہ قید اور 50 روپے کے جرمانے میں سے ایک کر دیا۔ اور ڈیفالٹ میں ایک ماہ کی سادہ قید، اس حکم کے خلاف نظر ثانی کو چیف جسٹس نے شروع میں مسترد کر دیا حالانکہ انہوں نے اسے مسترد کرنے کی وجوہات بتائیں۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے اس عدالت سے خصوصی اجازت حاصل کی۔

اپیل کنندہ کی جانب سے پہلی دلیل تھی کہ اپیل کنندہ حلف نامہ داخل کرنے کا پابند نہیں تھا اور اس لیے اسے مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 193 کے تحت مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا تھا۔کیونکہ اس کا مقدمہ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 191 کے تحت نہیں آتا تھا۔ ۔اپنی دلیل کی حمایت میں انہوں نے دفعہ 226 اور دفعہ(2) 491 کے تحت

رٹس جاری کرنے کے لیے۔انہوں نے دفعہ 226 کے تحت رٹ تاکیدی، ممنوعہ، کو وارنٹو اور سرشریری کی رٹس جاری کرنے کے لیے اس عدالت کی طرف سے بنائے گئے قواعد کا بھی حوالہ دیا اور کہا کہ سابقہ میں کوئی قاعدہ نہیں ہے، یعنی تاکیدی کی رٹ کے لیے مدعا علیہ کی جانب سے ریٹرن کی ضرورت ہوتی ہے جس کی حمایت حلف نامے کے ذریعے کی جائے جبکہ مؤخر الذکر میں، یعنی تاکیدی وغیرہ کی رٹس جاری کرنا ضروری تھا اور اس لیے یہ پیش کیا گیا کہ دفعہ 191 قابل اطلاق نہیں تھا۔عدالت کے قواعد کے قاعدے 2 میں یہ ضروری تھا کہ جب کسی جج کی رائے ہو کہ درخواست دینے کے لیے بادی النظر میں مقدمہ بنایا گیا ہے تو کال جاری کرنے کا کوئی قاعدہ نہیں تھا۔اس شخص یا افراد پر جس کے خلاف

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

حکم طلب کیا گیا تھا، عدالت کے سامنے پیش ہونا اور اس وجہ کو ظاہر کرنا کہ ایسا حکم کیوں نہیں دیا جانا چاہیے۔جیسا کہ گرین بمقابلہ ہوم سکریٹری میں بتایا گیا ہے جو کہ رجسٹریشن 18 کے تحت ایک مقدمہ تھا۔ڈیفنس آف دی ریلم ایکٹ کی حاضری ملزم کی رٹ کے لیے کارروائی کا پورا مقصد انہیں تیز کرنا، انہیں ہر ممکن حد تک تکنیکی طور پر آزاد رکھنا اور انہیں ہر ممکن حد تک آسان رکھنا ہے۔"حاضری ملزم کی ناقابل حساب قدر یہ ہے کہ یہ اپیل کنندہ کی آزادی کے حق کے فوری تعین کے قابل بناتا ہے" (لارڈ رائٹ)۔جب حقائق کی جانچ پڑتال یا تعین کرنے کا کوئی سوال نہیں ہوتا ہے تو حلف نامے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔جیسے ہی کوئی ایسی حقیقت سامنے آتی ہے جس میں عدالت کو لگتا ہے کہ اسے حلف نامے کی ضرورت سے پوچھ گچھ کرنی چاہیے۔عام طور پر واپسی کرنے میں حلف نامہ ضروری نہیں ہو سکتا ہے اگر حراست اپنی مکمل صوابدید کے استعمال میں حراست کے اختیار کے حکم کے تحت ہے جیسا کہ لیورزج_ بنام۔اینڈرسن (1) اور گرین کے معاملے میں (2) یا کسی شخص کو عدالتی حکم کے تحت حراست میں لیا جاتا ہے۔لیکن جہاں حراست ہے، جیسا کہ موجودہ معاملے میں تھا، حراست کے اختیار کے لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ حقائق کا انکشاف کر کے اپنی کارروائی کا جواز پیش کرے جو عدالت اطمینان کے لیے ظاہر کرے کہ حراست نامناسب نہیں ہے۔جہاں قیدی کہتا ہے کہ" مجھے نہیں معلوم کہ مجھے کیوں حراست میں لیا گیا ہے، میں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے"، یہ حراست کے اختیار پر ہے کہ وہ حراست کا جواز پیش کرے۔جب حقائق کے مسائل اٹھائے جاتے ہیں اور پولیس افسران کے اقدامات، جیسا کہ موجودہ معاملے میں، کو واضح طور پر چیلنج کیا جاتا ہے اور حقائق بیان کیے جاتے ہیں جو اگر رٹ جاری کرنے کے لیے غیر مصدقہ اور غیر واضح ہوں تو حلف نامہ ضروری ہو جاتا ہے۔لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ موجودہ معاملے میں اپیل کنندہ قانونی طور پر سرجیت سنگھ کی حراست کا جواز پیش کرنے کے لیے عدالت کے سامنے حقائق اور حالات پیش کرنے کا پابند نہیں تھا اور یہ حلف نامے کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔

حلف ایکٹ کی دفعہ 4 حلفوں اور توثیقوں کے انتظام کا اختیار دیتا ہے اور یہ عدالتوں اور افراد کو خود سے یا اس سلسلے میں بااختیار اپنے افسران کے ذریعے فرائض کی انجام دہی میں یا ان پر عائد کردہ اختیارات کے استعمال میں حلف اور توثیق کرنے کا اختیار دیتا ہے اور وہ ہیں، تمام عدالتیں اور افراد جو قانون کے مطابق ثبوت حاصل کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔دفعہ 5 ان افراد کو تجویز کرتا ہے جن کے ذریعے حلف یا تصدیق کی جانی چاہیے اور ان میں تمام گواہ، یعنی وہ تمام افراد شامل ہیں جن سے قانونی طور پر کسی عدالت کے ذریعے یا اس کے سامنے ثبوت دینے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ان

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دو دفعات سے پتہ چلتا ہے کہ عدالت عالیہ یا اس کے افسران حلف لینے کے مجاز تھے اور چونکہ اپیل کنندہ عدالت عالیہ کے سامنے ثبوت کے طور پر حقائق بیان کر رہا تھا اس لیے اسے حلف یا تصدیق کرنی تھی اور وہ سچ بتانے کا پابند تھا۔اس ایکٹ کی دفعہ 14 درج ذیل الفاظ میں ہے :

دفعہ 14 ۔"ہر وہ شخص جو کسی بھی عدالت کے سامنے کسی بھی موضوع پر گواہی دے رہا ہو یا جو اس طرح حلف اور توثیق کرنے کا مجاز ہو، وہ اس موضوع پر سچائی بیان کرنے کا پابند ہو گا۔" چونکہ اپیل کنندہ اپنی طرف سے اس بات کا ثبوت دے رہا تھا کہ وہ سرجیت سنگھ کے بھائی کے حلف نامے میں لگائے گئے الزام کی تردید کر رہا تھا، اس لیے وہ اس موضوع پر سچائی بیان کرنے کا پابند تھا جس پر وہ بیان دے رہا تھا۔اس لیے دلیل کہ دفعہ 191 کے تحت مجموعہ تعزیرات بھارت کا متعلقہ حصہ یہ ہے :

دفعہ 191 ۔"جو بھی قانونی طور پر کسی قسم یا قانون کی واضح شق کے ذریعے سچ بتانے کا پابند ہے۔ کوئی بھی ایسا بیان دیتا ہے جو جھوٹا ہو اور جسے وہ جانتا ہو یا جھوٹا مانتا ہو یا سچ نہیں مانتا ہو، اسے جھوٹا ثبوت دینے کے لیے کہا جاتا ہے "اپیل کنندہ قانونی طور پر سچ بتانے کی قسم کا پابند نہیں تھا اس کی تائید نہیں کی جا سکتی۔دوسری طرف عدالت عالیہ میں کارروائی کے مرحلے پر جہاں یہ الزام لگایا جا رہا تھا کہ سرجیت سنگھ کو اپیل کنندہ غیر قانونی طور پر حراست میں لے رہا ہے، اپیل کنندہ کے لیے ریٹرن دینے میں حلف نامہ دینا ضروری تھا اور اس لیے اگر بیان غلط ہے، جیسا کہ پایا گیا ہے، تو اس نے دفعہ 193 کے تحت جرم کیا ہے۔ .

دفعہ 191 کے ابتدائی الفاظ۔ " جو بھی قانونی طور پر کسی قسم یا قانون کی واضح شق کے ذریعے سچائی بیان کرنے کا پابند ہو۔" اس عرض کی حمایت نہ کریں کہ کوئی شخص، جو قانون کے تحت حلف نامہ دینے کا پابند نہیں ہے، اگر وہ ایسا کرتا ہے، تو جان بوجھ کر ان حقائق کو سچائی سے بیان کرنے سے گریز کر سکتا ہے جو اس کے علم میں ہیں۔ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جب بھی عدالت میں کوئی شخص سچ بولنے کی قسم کھاتا ہے تو وہ سچ بولنے کا پابند ہوتا ہے اور اسے یہ کہتے ہوئے نہیں سنا جا سکتا کہ اسے گواہ خانے میں نہیں جانا چاہیے تھا یا حلف نامہ نہیں دینا چاہیے تھا اور اس لیے یہ عرض کرنا کہ حلف لینے کے بعد اس نے جو بھی جھوٹا بیان دیا تھا وہ مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعہ 191 کے الفاظ میں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and
integrity of this document

شامل نہیں ہے اور قابل تائید نہیں ہے۔جب بھی کوئی شخص حلف پر عدالت میں بیان دیتا ہے تو وہ سچ بولنے کا پابند ہوتا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو وہ دفعہ 193 کی توضیعات کے تحت خود کو ذمہ دار بناتا ہے۔ یہ کہنا کوئی دفاع نہیں ہے کہ وہ گواہ خانے میں داخل ہونے کا پابند نہیں تھا۔مدعا علیہ یا یہاں تک کہ مدعی گواہ خانے میں جانے کا پابند نہیں ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی بھی ایسا کرنے کا انتخاب کرتا ہے تو وہ سچا بیان دینے کا حلف لینے کے بعد کچھ بھی ایسا نہیں کہہ سکتا جو غلط ہو۔درحقیقت قسم کے تقدس کے لیے ضروری ہے کہ حلف اٹھانے والے شخص کو سچ بولنا چاہیے۔ہماری رائے میں یہ دلیل مکمل طور پر دباؤ سے مبرا ہے اور اسے پسپا کیا جانا چاہیے۔

عدالت عالیہ کا ڈپٹی رجسٹرار حلف اٹھانے کا مجاز نہیں تھا۔استغاثہ کے گواہ کے طور پر اس افسر نے کہا ہے کہ وہ حلف اٹھا سکتا ہے اور اس لیے اپیل کنندہ کی یہ دلیل بھی بغیر کسی زور کے ہے اور اسے پسپا کیا جانا چاہیے۔

یہ بھی دلیل دی گئی کہ اپیل کنندہ کی طرف سے دائر حلف نامے کی تصدیق بہترین علم اور عقیدے کے مطابق درست ہے اور اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا۔اپیل گزار کے علم کے مطابق کون سا حصہ درست تھا اور کون سا اس کے عقیدے کے مطابق تھا۔ہم نے حلف نامہ پڑھا ہے جو 7 پیراگراف پر مشتمل ہے اور ہر پیراگراف ایک حقیقت کی تصدیق سے متعلق ہے جو، اگر سچ ہے، تو صرف اپیل کنندہ کے علم میں ہی ہو سکتا ہے۔لیکن یہاں تک کہ یقین بھی وضاحت 2 سے دفعہ 191 کے تحت آتا ہے۔ جو کہ حسب ذیل ہے :

دفعہ 191 کی وضاحت 2 ۔" تصدیق کرنے والے شخص کے عقیدے کے بارے میں غلط بیان اس دفعہ کے معنی میں ہے، اور کوئی شخص یہ کہہ کر جھوٹا ثبوت دینے کا مجرم ہو سکتا ہے کہ وہ کسی ایسی چیز پر یقین کرتا ہے جس پر وہ یقین نہیں کرتا ہے، اور ساتھ ہی یہ کہہ کر کہ وہ کسی ایسی چیز کو جانتا ہے جسے وہ نہیں جانتا ہے۔

معاملے کے حقائق میں کوئی خاص بات نہ ہو اسے اچھا قانون نہیں سمجھا جا سکتا۔یہ دفعہ 191 کی وضاحت 2 پر بھی غور نہیں کرتا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document

آخر میں اس بات پر زور دیا گیا کہ مجسٹریٹ کی طرف سے اپنایا گیا طریقہ کار اس لحاظ سے غلط تھا کہ اس نے مجموع ضابطہ فوجداری کے ذیلی دفعہ 200 اور202 کے تحت مطلوبہ انکوائری نہیں کی۔ جس میں سے سابقہ کا دفعہ476 کے ذیلی دفعہ 2 میں واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔یہ دلیل یکساں طور پر ناقابل قبول ہے کیونکہ دفعہ200 کے تحت(اے اے) مجسٹریٹ کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ جب عدالت مستغیث کی جانچ پڑتال کے لیے شکایت کرے اور نہ ہی دفعہ 200نہ ہی202 مجسٹریٹ کے دائرہ اختیار سنبھالنے سے پہلے جس شخص کے خلاف شکایت کی گئی ہے اس کے خلاف کارروائی جاری کرنے کے لیے ابتدائی تحقیقات کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہماری رائے میں اپیل کنندہ کو صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا ہے اور اس لیے ہم اس اپیل کو مسترد کر دیں گے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.04 13:15
I attest to the accuracy and integrity of this document